

اور اس طرح اس وجود کا اثبات کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ اذکار میں ذکر نفی و اثبات سے مقصود کلمہ طیبہ کا ذکر ہے۔

تراوش : ٹپکنا، نکلنا، ظاہر ہونا۔

شرح : جس طرح کلمہ توحید میں نفی سے اثبات کا ظہور ہوتا ہے، وہی کیفیت ہمارے محبوب میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے وقت اسے دہن تو دیا ہی نہیں، اس کی جگہ "نہیں" دے دی یعنی وہ ہر بات پر انکار کرتا ہے اور کلمہ نفی استعمال کرنا اس کا شیوہ ہے۔ اسی "نہیں" سے ہم یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کا دہن ہے، گویا نفی سے اثبات کا ظہور ہوتا ہے۔

بیشتر اصحاب نے اعتراض کیا ہے کہ مرزا نے یہاں اثبات کو مؤنث استعمال کیا، حالانکہ یہ مذکر ہے اور مرزا خود کہ گئے ہیں :

ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہئے

لیکن جن الفاظ کی تذکیر و تانیث محض اعتباری ہے، ان میں زیادہ مین میکہ نہیں نکالنی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مرزا نے ایک مضمون پیدا کیا اور "اثبات کرتا ہے" لاتے تو "کرتا" کا الف دب جاتا اور مرزا نے خود سیاح کے نام لکھا ہے کہ جہاں الف دبتا ہے، میرے کلیجے میں ایک تیر لگتا ہے۔ یقیناً اسی وجہ سے "کرتا ہے" کے بجائے "کرتی ہے" لکھ دیا اور اعتباری تذکیر و تانیث میں اسے قابل گرفت نہ سمجھنا چاہیے۔

۹۔ شرح : ظاہری جلوہ آرائی میں بہشت بھی تیرے کوچے سے کم نہیں۔

نقشہ تو واقعی یہی ہے، لیکن وہاں اتنی آبادی نہیں۔

مطلب یہ کہ محبوب کے کوچے میں عشاق کا جو ہجوم رہتا ہے، ویسا ہجوم بہشت

میں نظر نہیں آتا۔

ایک پہلو یہ نکالا جاسکتا ہے کہ محبوب حقیقی کے شیدا یوں کا جو ہجوم اس کا جلوہ دیکھنے کا مشتاق ہے، وہ تعداد میں اتنا زیادہ ہے کہ بہشت میں جانے والوں کی تعداد کو اس سے کوئی مناسبت نہیں۔ مرزا غالب کے فلسفے کے مطابق بہشت میں وہ جاؤں گے